❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7منٹ

رمضان اور خدمت واطاعت والدین

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا(احقاف:46)

کہ ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی ہے کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔”**رمضان اور خدمت واطاعت والدین**“

رمضان اور والدین کی اطاعت کے مضمون کا آپس میں تعلق بظاہر نظر نہیں آتا لیکن دو طرح سے اطاعت و خدمتِ والدین کے مضمون کا رمضان سے تعلق بنتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کے متعلق افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اوّل اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ دوم اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے رمضان کو پایا مگر مغفرت حاصل کئے بغیر وہ رمضان گزر جائے اور سوم اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا اور وہ اِن کی خدمت نہ کرکے جنت سے محروم رہے۔

(ترمذی حدیث 3545)

گویا ایک ہی جگہ رمضان میں عبادات نہ کرنے والا اور درود وغیرہ نہ پڑھنے والا اور ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والے کو واصلِ جہنم کی اطلاع دی گئی ہے۔ نیز آپؐ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے بوڑھے ماں باپ کا زمانہ پائے اور پھر بھی ان کی خدمت کرکے جنت کا مستحق نہ ہو سکے تو وہ بڑا ہی بدبخت ہے۔

(مسلم)

اور دوسرے قرآن میں بیان احکامِ رمضان کے دوران فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي (کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں) کے الفاظ احکامِ خداوندی پر عمل کرتے رہنے کی طرف ایک مؤمن کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اِن احکامِ قرآنیہ میں سے ایک حکم وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا(احقاف:46) کے الفاظ میں موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی ہے کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔

والدین سے احسان کا سلوک روا رکھنے کی اہمیت اِس سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی بار والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم شرک کی ممانعت کے حکم سے ملا کر دیا ہے۔ جیسے وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا(النساء:37) کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (الانعام:152) کہ تو کہہ دے آؤ! مَیں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دیا ہے (یعنی) یہ کہ کسی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بعد انسان

کے پہلے مربی و محسن اس کے والدین ہیں۔ اولاد کو احسان کا یہ حکم اسی احسان کے تناظر میں ہے جو والدین بچوں پر اُن کی پرورش و نشو و نما کے لئے اُس سارے عرصے میں کرتے ہیں جب بچے خود اس قابل نہیں ہوتے اور یوں اولاد کا والدین سے حسنِ سلوک ان پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ صرف ان کے احسان کو لوٹانے کی ایک کوشش ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حکمِ احسان کا ایک اور پہلو یہ بیان فرمایا ہے:

”خدا نے فرمایا ہے، تم پر ماں باپ نے رحم کیا تھا، تم پر احسان کیا تھا۔ تم بھی اس رحم کے مقابل پر احسان کا سلوک کرو۔ عدل کا نہیں فرمایا... مطلب یہ ہے کہ تم نے جب ماں باپ کے معاملے میں کوئی زیادتی دیکھنی ہے تو عدل کے جھگڑے میں نہ پڑ جانا۔ یہ سوچنا کہ اللہ نے تمہیں احسان کی تعلیم دی ہے... احسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے اگر کوئی زیادتی بھی کر دی ہے تو تم وسیع حوصلگی دکھاؤ، اس سے چشم پوشی کرو۔“

(خطباتِ طاہر جلد 14 صفحہ 733)

سامعین! تیسرے نمبر پر والدین سے احسان کے حکم کی اہمیت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عبادات کے حکم سے ملا کر بیان کر دی جیسے کہ فرمایا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا (بنی اسرائیل:24)

یعنی تیرے رب نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔

اِس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

”اگر خدا جائز رکھتا کہ اُس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں... خدا کی ربوبیت کے بعد اُن کی بھی ایک ربوبیت ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 213-214)

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا:

”عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں... جسمانی طور پر والدین ہیں... کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کیسا متکفل ہوتا ہے۔“

(روئداد جلسہ دعاء، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 601-602)

ماں باپ اگر کسی اور دین کے متبع ہوں تب بھی اُن کے ساتھ حسن سلوک فرض ہے۔ جیسا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ مشرکہ تھیں۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مَیں ان سے حسن سلوک کروں تو آپؐ نے فرمایا ہاں ضرور کرو۔

(بخاری کتاب الادب)

پھر ایک مجلس میں صحابہ نے دریافت کیا کہ تمام کاموں میں خدا کو ہمارا کون سا کام زیادہ پسند آتا ہے۔ فرمایا۔ وقت پر نماز پڑھنا۔ عرض کی پھر کون سا؟ ارشاد ہوا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔

(بحوالہ سیرت النبیؐ جلد ششم از شبلی صفحہ 116)

والدین کی خدمت کے حوالے سے بنیادی تعلیم قرآن میں یوں بیان ہوئی کہ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ (بنی اسرائیل:24-25)

یعنی اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو انہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کے پر جھکا دے۔ اِس آیت کے الفاظ قُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا کا حضرت مسیح موعودؑ نے یہ خوبصورت ترجمہ فرمایا ہے:

”ان سے ایسی باتیں کہو جن میں ان کی بزرگی اور عظمت پائی جائے۔“

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جواب صفحہ 4)

اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں اُن کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 213)

اس آیت کے تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:

"عِندَكَ کے لفظ میں یہ بتایا ہے کہ اگر وہ تمہاری کفالت میں بھی ہوں تو بھی کچھ نہ کہنا۔ کجا یہ کہ وہ الگ رہتے ہوں اور پھر بھی تمہارے ہاتھوں تکلیف پائیں۔ کفالت کی خصوصیت اس لئے فرمائی کہ ہر وقت کے پاس رہنے سے اختلافات زیادہ رونما ہوتے ہیں اور پھر یہ بھی قاعدہ ہے کہ انسان جس پر خرچ کرتا ہے اس پر اپنا حق بھی سمجھنے لگتا ہے۔ اُفّ، کلمہ زجر ہے یعنی ناپسندیدگی کا کلام۔ یعنی یہ کہنا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں اور نہر ناپسندیدگی کو عملی جامہ پہنانے کو کہتے ہیں۔ یعنی نہ منہ سے نہ عمل سے ان کو دکھ دو۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 321)

نیز فرمایا:

"كَ کے معنی تشبیہ کے بھی ہوتے ہیں۔ ان معنوں کی رو سے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ بڑھاپے میں ماں باپ کو ویسی ہی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ بچے کی بچپن میں۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 322)

حضرت مسیح موعودؑ نے سورۃ دہر آیت 9 سے بھی حکمِ خدمت کا یہ استنباط فرمایا ہے کہ:

"اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بے دست و پا ہو جاتے ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے۔ اُس وقت اُن کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 599)

سامعین! والدین کی خدمت کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اور جہاد پر مقدم قرار دیا ہے اور اِسے سب سے زیادہ پسندیدہ کام اور حصولِ جنت کا ذریعہ قرار دیا ہے جیسا کہ ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا اور کہا کہ وہ ہجرت اور جہاد کرنے کی بیعت کرتا ہے تا میرا خدا مجھ سے خوش ہو جائے۔ آپؐ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اُس نے کہا دونوں زندہ ہیں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہو جائے تو پھر واپس جاؤ اور اپنے والدین کی خدمت کرو اور خوب خدمت کرو۔

(بخاری کتاب الادب)

پھر ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

"وہی تیری جنت اور وہی تیری جہنم ہیں۔"

(ابن ماجہ کتاب الادب)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس حکم کو اس طرح دہرایا ہے کہ

"والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں… دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 289)

حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی اس کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"انسان کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ (...باپ کا حق مقدم ہے اس لئے باپ ماں کہنا چاہئے) سے بہت ہی نیک سلوک کرے۔"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 183)

سامعین! پانچویں نمبر پر مَیں آپ حاضرین کے سامنے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے خاص مواقع پر والدین کی خدمت کے حکم بیان کرتا ہوں۔

قرآن کریم میں جن پر مال خرچ کرنے کا حکم ہے اُن میں سے سب سے پہلے والدین کا ذکر ہے۔ جیسے

قُلْ مَآ أَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ (البقرہ:216)

کہ تو کہہ دے کہ تم (اپنے) مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرو تو والدین کی خاطر کرو، اقربا کی خاطر، یتیموں کی خاطر، مسکینوں کی خاطر اور مسافروں کی خاطر۔

پھر اللہ فرماتا ہے کہ

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان:15)

(ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی ہے) کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔

گویا یہاں اللہ کے شکر کے ساتھ ہی والدین کے شکر کی ہدایت کی ہے۔ پھر اللہ نے جن کے حق میں وصیت کرنا فرض کیا ہے اُن میں بھی والدین سب سے پہلے ہیں جیسا کہ فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ (البقرہ:181)

حضرت مسیح موعودؑ نے اِس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ

"تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جس وقت تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاوے تو اگر اُس نے کچھ مال چھوڑا ہے تو چاہیے کہ ماں باپ کے لئے اس مال میں سے کچھ وصیت کرے۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 210)

والدین کے لئے اِن کی زندگی میں دعاؤں کے لئے قرآن نے یہ دعا سکھائی ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل:25)

کہ کہہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ جبکہ ان کا والد فوت ہو چکا ہو یا کسی اور جگہ چلا گیا ہو۔"

(مسلم کتاب البر)

والدین کی شکر گزاری ان کی وفات پر ختم نہیں ہو جاتی۔ بعد وفات یہ کیسے کی جائے اس بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریق ارشاد فرمایا ہے کہ:

"تم ان کے لئے دعائیں کرو، ان کے لئے بخشش طلب کرو، انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو، اُن کے عزیز و اقارب سے اُسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اُن کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔"

(ابو داؤد کتاب الادب)

حضرت خلیفہ اولؓ کے اس بارے میں یہ ارشاد ہیں:

"جس کے ماں باپ زندہ ہیں وہ ان کی خدمت کرے اور جس کا ایک یا دونوں وفات پا گئے ہیں وہ ان کے لئے دعا کرے۔ صدقہ دے اور خیرات کرے۔"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 183)

”ان کے احسانات کے شکریہ میں اُن کے حق میں دعا کرو۔ مَیں اپنے والدین کے حق میں دعا کرنے سے کبھی نہیں تھکا۔ کوئی ایسا جنازہ نہیں پڑھا ہو گا جس میں ان کے لئے دعا نہ کی ہو۔“

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 24 فروری 1910ء)

والدین کے لئے مغفرت کی دعا انبیاء کا طریق رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ کی ایک جیسی یہ دعائیں محفوظ کی ہیں۔ دعائے ابراہیمؑ یہ ہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ (ابراہیم:42)

کہ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی۔

دعائے نوحؑ یوں بیان ہوئی ہے۔

رَّبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ (نوح:29)

کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی۔

سامعین! والدین کی اطاعت کا حکم عام ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے صرف ایک معاملہ میں والدین کی اطاعت نہ کرنے کی اجازت دی ہے اور فرمایا:

وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (لقمان:16)

کہ اگر وہ دونوں تجھ سے جھگڑا کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر اور ان دونوں کے ساتھ دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ۔

اسی سبب سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی اطاعت سے جنت ملنے کی خوشخبری دی ہے اور اِن کی نافرمانی کو بڑا گناہ فرمایا ہے۔ نیز اسے جہنم کا دروازہ کھولنا قرار دیا ہے اور اس کی سزا اسی دنیا میں ملنے کی وعید فرمائی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”کیا مَیں تم کو نہ بتاؤں دنیا میں بڑے بڑے گناہ کیا ہیں۔“ پھر فرمایا: ”خدا کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔“

(بحوالہ سیرت النبیؐ جلد ششم از شبلی صفحہ 117)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے اپنے ماں باپ دونوں کی اطاعت کرتے ہوئے دن کا آغاز کیا اُس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جس نے ماں باپ دونوں کی نافرانی کرتے ہوئے صبح کی تو اُس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل چکے ہوتے ہیں۔“ کسی نے پوچھا کہ اگر ماں باپ ظالم ہوں تو کیا پھر بھی ایسا ہی ہو گا۔ فرمایا ”اگرچہ وہ ظالم ہوں۔ اگرچہ وہ ظالم ہوں۔ اگرچہ وہ ظالم ہوں۔“

(مشکوٰۃ کتاب الادب)

پھر فرمایا:

”اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ وہ اس فعل کے مرتکب کو مرنے سے پہلے زندگی میں ہی سزا دیتا ہے۔“

(مشکوٰۃ باب الادب)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس تعلیم کو یوں بیان فرمایا ہے۔

”خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے ہیں۔ یعنی اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسری مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 180)

والدین کی اطاعت کی حد اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی تھیں جن سے وہ راضی تھے، مگر ان کے پدر بزرگوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہو پسند نہ تھیں۔اس اختلاف نے خانگی جھگڑے کی صورت اختیار کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کومشورہ دیا کہ وہ باپ کی اطاعت کریں۔

(سیرت النبی جلد ششم صفحہ 118 از شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی صاحبان)

7۔باپ کی خدمت واطاعت کا علیحدہ ذکر

والدین میں سے باپ کی خدمت کا علیحدہ ذکر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے۔

(بحوالہ سیرت النبیؐ جلد ششم از شبلی صفحہ 116)

پھر فرمایا خدا کی رضا والد کی رضا میں مضمر ہے اور خدا کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں پوشیدہ ہے۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ)

کوئی بیٹا اپنے والد کے احسانات کا بدلہ نہیں اُتار سکتا سوائے اِس کے کہ باپ کسی کا غلام ہو اور بیٹا اسے خرید کر آزاد کر دے۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

ایک دفعہ ایک صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی ہے۔ لیکن میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: "تو اور تیرا مال سب تیرے والد کا ہے۔"

(ابوداؤد کتاب الیسوع)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 502)

سامعین! جہاں تک ماں کی خدمت کا تعلق ہے۔اِس کے متعلق قرآن کریم نے دو جگہ ماں کے اس احسان کا ذکر فرمایا ہے کہ:

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ (لقمان:15)

کہ اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا۔

پھر ذکر ہوتا ہے۔

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَوَضَعَتْهُ كُرْهاً وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْراً (احقاف: 16)

کہ اُسے اُس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے اس کی یہ حکمت بیان فرمائی ہے:

"کیونکہ عموماً لوگ باپ کی عزت تو کرتے ہیں مگر ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں کرتے۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 366)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ماؤں سے حسن سلوک کی اہمیت کو کئی طرح بیان فرمایا ہے۔ جیسے

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

(الجامع الصغیر سیوطی)

کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا کہ لوگوں میں اس کے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ سائل نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ اُس نے چوتھی بار پوچھا۔ یارسول اللہ! اس کے بعد؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ پھر تیرا باپ۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری کتاب الادب)

پھر فرمایا۔ صحابہ سے فرمایا "تم پر خدا نے ماؤں کی نافرمانی حرام کی ہے۔"

(بحوالہ سیرت النبی جلد ششم از شبلی صفحہ 117)

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس تعلیم کو کئی رنگ سے دہرایا ہے جیسے فرمایا۔

"پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف کو منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اِسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا... مَیں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی وصیت فرمائی۔ یا اویس کو یا مسیح کو۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 195)

پھر فرمایا کہ

" قران شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے، کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو۔ ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 289)

پھر فرماتے ہیں کہ بیٹے کو چاہیئے کہ

"والدہ کو بیوی کا محتاج اور دستِ نگر نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 498)

ایک دفعہ ایک دوست کے نام اپنے خط میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا:

"اگر تمہاری والدہ بدزبان ہے اور خواہ کتنی ہی بدخلقی کرتی ہے۔ خواہ کیسا ہی تمہارے نزدیک بُری ہے۔ وہ سب باتیں اس کو معاف ہیں۔ کیونکہ اس کے حق ان تمام باتوں سے بڑھ کر ہیں۔"

(اصحاب احمد از ملک صلاح الدین جلد دہم صفحہ 73)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آپؐ کی کم سنی میں فوت ہوگئے تھے۔ تاہم اپنی رضاعی والدہ سے آپؐ کی محبت اور ان کی خدمت کے کئی واقعات ہمیں تاریخ سے ملتے ہیں۔ جیسے لکھا ہے۔

"حضرت حلیمہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا محبت تھی۔ عہد نبوت میں جب وہ آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ "میری ماں، میری ماں" کہہ کر لپٹ گئے۔"

(سیرت النبیؐ جلد اول از شبلی نعمانی و سلیمان ندوی صاحبان صفحہ 109)

پھر لکھا ہے کہ جس وقت مکہ کے نواح میں قحط نمودار ہوا حضرت حلیمہ آپؐ کے ہاں آئیں۔ آپؐ نے پانی بھرے مشکیزوں سے لدا ایک اونٹ اور چالیس بکریوں کا ایک ریوڑ اپنی رضاعی والدہ کو تحفہ میں پیش کئے۔ آپ جب بھی تشریف لاتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشست کے لئے اپنی چادر بچھاتے۔

(حیات محمدؐ از محمد حسنین ہیکل صفحہ 176)

اِسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑا بچھائے بیٹھے تھے کہ آپؐ کے رضاعی باپ آئے۔ آپؐ نے ان کے لئے کپڑے کا کچھ حصہ چھوڑ دیا اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپؐ کی رضاعی ماں یعنی حلیمہ آئیں تو آپؐ نے ان کے لئے چادر کا دوسرا کنارہ چھوڑ دیا اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد اول نصف اول صفحہ 282)

اِسی طرح لکھاہے کہ ایک لونڈی ثوبیہ نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا آپؐ اپنی اس رضاعی والدہ کو پوشاک بھجوایا کرتے اور اس کی وفات کے بعد بھی اس کے اقارب سے ان کا حال پچھواتے۔

(اسوہ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صفحہ 217)

سامعین! اب تقریر کے آخر میں مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے والدین کی خدمت اور اطاعت کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ آپؑ کی اپنی والدہ سے محبت کے حوالے سے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ

"ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ سیر کے لئے اُس قبرستان کی طرف نکل گئے جو آپؑ کے خاندان کا پُرانا قبرستان ...ہے۔راستہ سے ہٹ کر آپؑ ایک جوش کے ساتھ والدہ صاحبہ کی قبر پر آئے اور بہت دیر تک آپؑ نے اپنی جماعت کو لے کر جو اس وقت ساتھ تھی دعا کی۔"

(حیاتِ احمد جلد اول (ہر سہ حصص) از حضرت یعقوب علی عرفانی صفحہ 221)

نیز لکھا:

"آپؑ کو والدہ صاحبہ سے بہت محبت تھی...بارہا دیکھا گیا کہ جب کبھی آپ والدہ صاحبہ کا ذکر کرتے تو آپؑ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔"

(حیاتِ احمد جلد اول (ہر سہ حصص) از حضرت یعقوب علی عرفانی صفحہ 439)

آپؑ اپنے والد صاحب کے اطاعت گزار تھے۔ آپؑ نے اپنے والد صاحب کے ذکر میں خود فرمایا:

"وہ چاہتے تھے کہ مَیں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا مگر تاہم مَیں خیال کرتا ہوں کہ مَیں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا۔"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 183-184 حاشیہ)

آپؑ کی اس اطاعت کا ذکر آپؑ کے ایک صحابی نے یوں کیا ہے:

"دنیوی دھندے آپؑ کی شان اور طبیعت کے میلان سے دور تھے...لیکن محض حضرت والد صاحب قبلہ کی اطاعت اور فرمانبر داری کا ایک کامل نمونہ ہونے کے مقدمات وغیرہ کی پیروی میں جہاں کہیں وہ فرماتے چلے جاتے تھے۔"

(حیات احمد جلد اول (ہر سہ حصص) از حضرت یعقوب علی عرفانی صفحہ 83)

اس اطاعت کو آپ کے بیٹے نے یوں بیان کیا ہے کہ آپؑ کی ملازمت اختیار کرنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپؑ کے والد صاحب ملازمت کے لئے زور دیتے رہتے تھے ورنہ آپؑ کی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی...(ملازمت کے دوران بھی آپ) اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لئے لکھتے رہتے تھے لیکن دادا صاحب اجازت نہیں دیتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مطبوعہ 2008ء)

سامعین! آخر میں دنیا میں اعلیٰ ترین کامیابیاں پانے والے دو وجودوں کے اپنے والدین سے محبت و اطاعت کی مثالیں دوں گا۔ ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے وصیت کی تھی کہ ان کو والدین کی قبروں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ بعد میں مشکلات پیدا ہونے پر آپ نے وصیت نامے میں یہ اضافہ کیا کہ

"اگر کسی وجہ سے مجھے ربوہ نہ لے جایا جاسکے تو میرے کتبہ پر یہ عبارت کندہ ہو'اس کی خواہش تھی کہ وہ ماں کے قدموں میں دفن ہو۔"

(الفضل ربوہ 3 جنوری 2001ء)

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا:

"ایک دن والد صاحب نے مجھے ڈانٹا کہ تم اسکول کیوں نہیں گئے اور حکم دیا کہ ابھی بستہ اٹھاؤ اور اسکول جاؤ۔ میں فوراً تعمیلِ حکم میں اسکول چل دیا حالانکہ اسکول بند تھا۔ اسکول سے واپس آیا تو والد صاحب کے دریافت کرنے پر میں نے عرض کیا کہ آج اسکول میں تعطیل ہے۔"

(خالد دسمبر 1985 صفحہ 86)

پس ارشادِ نبوی ہے کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق میں فراوانی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 266)

اللہ کرے کہ ہم سب اپنے والدین کی خدمت اور اطاعت کی توفیق پائیں۔ آمین

خِلقتِ اِنس میں ہے اُنس و محبت کا خمیر
گر محبت نہیں بیکار ہے انساں ہونا

(یہ علمی وتربیتی مائدہ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب نے قارئینِ "مشاہدات" کے لئے تیار کیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿